www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

حرمتِ رضاعت پانچ بار دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے!

[جامعہ عربیہ، بنوری ٹاؤن کے ایک فتویٰ کا علمی وتحقیقی جائزہ]

چند دن قبل راقم الحروف نے ایک سائل کے جواب میں ایک فتویٰ جاری کیا تھا، جس میں واضح کیا تھا کہ ایک مرتبہ دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ سائل نے اپنے سوال میں پوچھا تھا کہ اس کے بیٹے نے اپنی پھوپھی کا ایک مرتبہ دودھ پیا ہے۔ کیا ایک مرتبہ دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی؟ اس کے جواب میں، میں نے صحیح وصریح احادیث کے ذریعے واضح کیا تھا کہ بچہ جب تک پانچ مرتبہ کسی خاتون کا دودھ نہ پی لے تو اس وقت تک حرمت ثابت نہیں ہوسکتی۔

لیکن اس فتویٰ پر جامعہ عربیہ، بنوری ٹاؤن کے مفتی عبدالستار نے تعاقب کرتے ہوئے لکھا:

''واضح رہے کہ ایک مرتبہ دودھ پینے سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوجاتی ہے، اس پر قرآنِ پاک اور کثیر صحیح احادیث شریفہ سے قوی دلائل موجود ہیں۔ جمہور صحابہ کرامؓ اور جمہور اُمت کا بھی یہی مسلک ہے'' (ص۲)

اس مسئلہ پر مفتی صاحب نے قرآنِ پاک اور احادیث صحیحہ سے جو قوی دلائل بیان کئے ہیں، ان کا ذکر ہم بارہ صفحات کے بعد کررہے ہیں جس کے ساتھ ساتھ نکتہ بہ نکتہ ان کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ احادیث صحیحہ سے یہ مسئلہ واضح ہے کہ پانچ مرتبہ دودھ پینے سے ہی حرمتِ رضاعت ثابت ہوتی ہے اور پانچ مرتبہ سے کم دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ اس سلسلہ کے چند دلائل پیش خدمت ہیں:

(۱) عن عائشة أنها قالت: كان فيما أنزل من القرآن عشر رضعات معلومات يحرمن ثم نسخن بخمس معلومات فتوفي رسول الله ﷺ وهي فيما يقرأ من القرآن (صحیح مسلم، جلد اوّل: ص۴۶۹ عربی / موطأ امام مالک)

''عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پہلے قرآنِ کریم میں دس مرتبہ دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت کا حکم نازل ہوا تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور پانچ بار دودھ پینے سے حرمت رضاعت کا حکم نازل ہوگیا اور جس وقت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو یہ حکم قرآنِ حکیم میں تلاوت کیا جارہا تھا''

یہ حدیث اپنے دعویٰ پر بالکل صریح ہے اور اس واضح حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک کوئی بچہ پانچ بار کسی خاتون کا دودھ نہیں پی لے گا تو اس وقت تک حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ شروع میں دس رضعات سے حرمت ثابت ہوا کرتی تھی پھر یہ آیت اور اس کا حکم دونوں منسوخ ہوگئے اور پھر قرآنِ کریم میں پانچ رضعات کا حکم نازل ہوا اور اس آیت کی تلاوت نبیؐ کی وفات تک ہوتی رہی، پھر آپؐ کی وفات سے پہلے اس آیت کی تلاوت منسوخ ہوگئی، البتہ اس کا حکم باقی رہ گیا۔ اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ حکم قرآنِ کریم کی آیت میں موجود تھا اور صحابہ کرامؓ اس کی تلاوت کرتے رہے۔ مفتی صاحب اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''دامانوی صاحب نے سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت نقل کی حالانکہ یہ حکم باتفاق جمہور صحابہ کرامؓ اور جمہور علماءِ امت منسوخ ہے اور اس نسخ کی دلیل یہ ہے کہ قرآنِ پاک میں کہیں بھی پانچ مرتبہ دودھ پلانے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ الفاظ بھی بعد میں منسوخ ہوگئے تھے۔ اور ممکن ہے کہ ان اَلفاظ کا منسوخ ہونا بالکل آخر زمانہ نبویؐ میں ہوا ہو۔ اس لئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو پتہ نہ چلا ہو۔ ورنہ اگر یہ اَلفاظ منسوخ نہ ہوتے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ ان الفاظ کو مصحفِ عثمانی میں شامل کرانے کی کوشش نہ کرتیں۔ ورنہ رافضیوں شیعوں کا یہ دعویٰ صحیح ہوگا کہ صحابہ کرامؓ نے قرآنِ پاک میں تحریف کردی۔ امام نوویؒ نے مسلم شریف کی شرح میں اس حدیث کا یہی جواب دیا ہے (ج۲،ص ۴۶۸) اور منسوخ شدہ الفاظ سے اِستدلال کیسے کیا جاسکتا ہے۔ (ص۴،۵)

مفتی صاحب نے اس حدیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن یہ ان کا دعویٰ ہے کہ جس کی کوئی دلیل انہوں نے ذکر نہیں کی۔ مفتی صاحب نے لکھا ہے:

> ''ممکن ہے کہ ان اَلفاظ کا منسوخ ہونا بالکل آخر زمانہ نبویؐ میں ہوا ہو''

یہ مفتی صاحب کا نرا احتمال ہے اور صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے ان کے احتمال کو ماننا مشکل ہے۔ اصولِ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے کہ إذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال "جب احتمال آگیا تو استدلال باطل ہوگیا'' جبکہ حضرت عائشہؓ کا فتویٰ اور عمل بھی اسی حدیث کے مطابق تھا۔ حافظ ابن عبدالبرؒ نے امام شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے: "هو مذهبها وبه كانت تُفتِي وتَعمَل" (یہی آپؓ کا موقف تھا اور اسی کے مطابق آپ فتویٰ دیا کرتیں) (فتح المالک بتبویب التمہید ابن عبدالبر علیٰ موطأ الامام مالک: ۲۱۱/۷)

منسوخ کا حکم لگانے میں علما کی اِحتیاط

بقول مفتی صاحب، حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس حدیث کے منسوخ ہونے کا پتہ تو پوری زندگی نہ چل سکا۔ معلوم نہیں مفتی صاحب کو کیسے معلوم ہوگیا کہ یہ حدیث منسوخ ہوچکی ہے۔ مفتی محمد یوسف لدھیانوی منکرین حدیث کا ردّ کرتے ہوئے اور آیتِ رجم کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اوّل یہ کہ کسی حکم شرعی کے بارے میں جو آنحضرتؐ سے ثابت ہو، نسخ کا دعویٰ کرنا بہت ہی سنگین بات ہے۔ اور اس کے لئے نقل صحیح کی ضرورت ہے، محض قیاس وگمان سے نسخ کا دعویٰ کرنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں"...... حافظ سیوطی الاتقان (۲:۲۴) میں لکھتے ہیں:

قال ابن الحصار: إنما يرجع في النسخ إلى نقل صريح عن رسول الله ﷺ أوعن صحابي يقول إن آية كذا نَسَخت كذا. قال وقد يحكم به عند وجوه التعارض المقطوع به مع علم التاريخ ليعرف المتقدم والمتأخر. قال ولا يعتمد في النسخ قول عوام المفسرين بل ولا اجتهاد المجتهدين من غير نقل صحيح ولا معارضة بينة لأن النسخ يتضمن رفع واثبات حكم تقرر في عهده ﷺ والمعتمد فيه النقل والتاريخ دون الرأي والاجتهاد

"ابن حصار کہتے ہیں کہ نسخ کے باب میں صرف نقل صریح کی طرف رجوع کیا جاتا ہے جو آنحضرت ﷺ سے یا کسی صحابی سے منقول ہو کہ فلاں آیت نے فلاں حکم منسوخ کردیا، اور نسخ کا حکم اس وقت بھی کیا جاسکتا ہے جب کہ دونصوں میں قطعی تعارض ہو، اور ساتھ ہی تاریخ بھی معلوم ہوتا کہ متقدم اور متاخر کو معلوم کیا جاسکے اور نسخ کے باب میں عام مفسرین کے قول پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ بغیر نقل صحیح اور واضح تعارض کے بغیر مجتہدین کے اجتہاد پر بھی اس باب میں اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ نسخ کا مطلب ایک ایسے حکم کے اُٹھانا ہے جو آنحضرت ﷺ کے عہد میں ثابت تھا اور اس کی جگہ پر دوسرے حکم کو رکھنا ہے۔ اس بارے میں لائق اعتماد نقل صریح یا قطعی تاریخ ہی ہوسکتی ہے نہ کہ محض رائے اور اجتہاد" آگے لکھتے ہیں:

"سوم: نسخ کی یہ صورت کہ کسی آیت کے اَلفاظ منسوخ ہوجائیں اور حکم باقی رہے۔ اگرچہ بعض معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ لیکن باتفاقِ اہل حق یہ صحیح ہے اور اس میں کوئی عقلی یا شرعی مانع نہیں، کیونکہ بہت سے اَحکام ایسے ہیں جن کو نظم قرآن میں شامل نہیں کیا گیا، لیکن بذریعہ وحی آنحضرت ﷺ نے تشریح فرمائی، پس جس طرح یہ جائز ہے کہ ایک حکم ابتداءً وحی متلو کی حیثیت رکھتا ہو لیکن بعد میں اس کی تلاوت اُٹھالی جائے اور حکم باقی رہے۔ ان دونوں باتوں میں کوئی بنیادی فرق نہیں۔ اس لئے جس طرح پہلی صورت جائز ہے اور اس پر کوئی عقلی استحالہ لازم نہیں آتا۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے" (ماہنامہ 'بینات' کراچی: جلد ۳۹، شمارہ ۱، ۲/ جون و جولائی ۱۹۸۱ء)

مفتی صاحب نے اس خدشہ کا بھی اظہار کیا ہے کہ اگر اس روایت کو مان لیا جائے تو شیعہ اور روافض کا قرآنِ کریم کے بارے میں یہ دعویٰ صحیح ہوجائے گا کہ قرآنِ کریم میں تحریف ہوچکی ہے اگر مفتی صاحب کے اس خدشہ کو صحیح مان لیا جائے تو پھر وہ اس طرح کی دوسری روایات کے متعلق کیا طرزِ عمل اختیار کریں گے؟ اس سلسلہ کی ایک مثال پیش خدمت ہے، چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک خاص موقع پر ارشاد فرمایا:

إن الله بعث محمدًا ﷺ بالحق، وأنزل عليه الكتاب فكان مما أنزل الله آية الرجم فقرأناها ووعيناها رجم رسول الله ﷺ ورجمنا بعده فأخشى أن طال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالناس زمان أن يقول قائل: والله ما نجد آية الرجم في كتاب الله فيضلوا بترك فريضة أنزلها الله، والرجم في كتاب الله حق على من زنى إذا أحصن من الرجال والنسآء إذا قامت البينة أو كان الحبل أو الاعتراف ثم إنا كنا نقرأ فيما نقرأ من كتاب الله أن لا ترغبوا عن آبائكم فإنه كفر بكم أن ترغبوا عن آبائكم أو إن كفر بكم أن ترغبوا عن آبائكم"

"بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپؐ پر کتاب نازل فرمائی اور اسی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے آیتِ رجم بھی نازل فرمائی۔ ہم نے اس آیت کو پڑھا اور اس کا مطلب سمجھا اور اس کو یاد رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس آیت کے مطابق) رجم کیا اور ہم نے بھی آپؐ (کی وفات) کے بعد رجم کیا۔ اب میں ڈرتا ہوں، کہیں ایک مدت گزر جائے اور کوئی کہنے والا یوں کہے کہ اللہ کی قسم رجم کی آیت تو ہم اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے۔ اور اللہ کا ایک فرض جس کو اس نے اُتارا، ترک کرکے گمراہ ہوجائے۔ اور رجم اللہ کی کتاب میں حق ہے۔ جب شادی شدہ مرد اور عورتیں زنا کریں جب ان پر گواہ قائم ہوجائیں یا حمل موجود ہو یا زنا کا اعتراف کیا جائے (تو انہیں رجم کیا جائے گا) پھر ہم کتاب اللہ میں یہ آیت بھی پڑھتے رہے ہیں۔ "تم اپنے باپوں سے اپنا نسب منقطع نہ کرو کہ یہ کفر کی بات ہے" (صحیح بخاری)

مفتی محمد یوسف لدھیانوی صاحب آیتِ رجم نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"یہ بھی من جملہ ان آیات کے ہے جو قرآن کریم میں نازل ہوئی تھیں، بعد میں منسوخ ہوگئیں مگر ممانعت کا حکم اب بھی باقی ہے" (ماہنامہ 'بینات' ص ۱۰۲، ایضاً)

فتوفي رسول الله ﷺ وهي فيما يقرأ من القرآن کا مفہوم

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں یہ الفاظ کہ "نبی ﷺ کی وفات ہوگئی اور ان آیات کو قرآنِ کریم میں تلاوت کیا جارہا تھا" اِن الفاظ کا صحیح مفہوم ہم نے امام نوویؒ سے اگلے صفحہ پر نقل کردیا ہے۔ یہ روایت مالك عن عبدالله بن أبي بكر عن عمرة عن عائشةؓ کی سند سے ہے۔ امام طحاویؒ نے اس پیچیدگی کو دور کرنے کے لئے القاسم بن محمد عن عمرة عن عائشة اور يحيىٰ بن سعيد عن عمرة عن عائشة کی سندوں سے دو حدیثیں ذکر کی ہیں اور وہ احادیث یہ ہیں:

(۱) حدثنا محمد بن خزيمة ثنا حجاج بن منهال ثنا حماد بن سلمة عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن القاسم بن محمد عن عمرة عن عائشة قالت كان مما نزل من القرآن ثم سقط لايحرم من الرضاع إلاعشر رضعات ثم نزل بعد أو خمس رضعات (مشکل الآثار: ج ۳ ص ۶ طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت)

"قرآنِ کریم میں پہلے دس بار دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت کا حکم نازل ہوا تھا پھر یہ حکم ساقط کردیا گیا (یعنی منسوخ ہوگیا) پھر یہی خمس رضعات کا حکم نازل ہوا"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) حدثنا روح ابن الفرج ثنا يحيىٰ بن عبدالله بن أبي بكر حدثني الليث بن سعد عن يحيىٰ بن سعيد عن عمرة عن عائشة قالت أنزل في القرآن عشر رضعات معلومات ثم أنزل خمس رضعات (مشکل الآثار: ج۳ص۶)

''حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ قرآن ہی میں دس بار دودھ پینے سے حرمت ِرضاعت کا حکم نازل ہوا پھر خمس رضعات کا حکم نازل ہوا''

يحيىٰ بن سعيد عن عمرة عن عائشة والی روایت صحیح مسلم میں بھی ہے اور امام مسلم نے بھی اس حدیث کے بعد ہی اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس حدیث سے اوپر والی حدیث کو تقویت بھی پہنچائی ہے اور اس حدیث کے ذریعے اس کا مفہوم بھی واضح کر دیا ہے۔ امام طحاویؒ کا خیال ہے کہ اس حدیث میں یہ اَلفاظ عبداللہ بن ابی بکر کا وہم ہے اور دوسری روایات اس کی وضاحت کرتی ہیں۔ کیونکہ ان دو راویوں کی روایات میں یہ الفاظ ''نبی ﷺ کی جس وقت وفات ہوئی تو یہ حکم قرآن حکیم میں تلاوت کیا جارہا تھا'' موجود نہیں ہیں۔ خمس رضعات کا حکم نبی ﷺ کے بالکل آخری دور میں نازل ہوا تھا اور نبی ﷺ نے اسی حکم کے مطابق سہلہ بنت سہیلؓ کو حکم دیا تھا: أرضعيه خمس رضعات یعنی ''سالمؓ کو پانچ بار دودھ پلاؤ'' (موطأ امام مالک) البتہ ان آیات کی تلاوت کا حکم تو منسوخ ہوگیا تھا لیکن ان کا شرعی حکم باقی رہا جیسا کہ اس کی وضاحت آگے آرہی ہے۔

کیا امام نوویؒ نے بھی اس حدیث کی یہی تاویل کی ہے؟

مفتی صاحب کے خدشہ کے مطابق آیتِ رجم اور مندرجہ بالا آیت کی وجہ سے بھی رافضیوں کو اپنا دعویٰ درست کرنے کے مواقع مل سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے پانچ رضعات والی حدیث کی جو تاویل بلکہ تحریف کی ہے، اس کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ امام نوویؒ نے اس حدیث کی یہی تاویل کی ہے۔ چنانچہ مفتی صاحب کی صداقت کو جانچنے کیلئے ہم امام نوویؒ کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"وقولها فتوفي رسول الله ﷺ وهنّ فيما يُقرأ هو، بضمّ الياء مَن يقرأ ومعناه أن النسخ بخمس رضعات تأخر إنزاله جدّا حتى إنه ﷺ توفي وبعض الناس يقرأ خمس رضعات ويجعلها قرء أنا متلوّا لكونه لم يبلغه النسخ لقرب عهده فلما بلغهم النسخ بعد ذلك رجعوا عن ذلك وأجمعوا على أن هذا لايُتلى والنسخ ثلاثة أنواع: أحدها: ما نسخ حكمه وتلاوته كعشر رضعات والثاني: مانسخت تلاوته دون حكم كخمس رضعات وكالشيخ والشيخة إذا زنيا فارجموهما والثالث: ما نسخ حكمه وبقيت تلاوته وهذا هوالأكثر ومنه قوله تعالى ﴿الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ﴾ الآية والله أعلم" (شرح نووی: ج۱،ص۴۶۸)

''اور عائشہ صدیقہؓ کا قول کہ رسول اللہ ﷺ وفات پاگئے اور یہ آیات قرآنِ کریم میں تلاوت کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارہی تھیں اور یُقرأ یا کے پیش کے ساتھ ہے (یعنی یُقرَأ صیغہ مجہول ہے) اور ان آیات کو کون پڑھتے تھے، اس کے معنی یہ ہیں کہ خمس رضعات کا نسخ بہت ہی دیر میں ہوا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ وفات پاگئے اور بعض لوگ خمس رضعات کی آیات پڑھتے رہے اور انہیں قرآنِ متلو سمجھتے رہے۔ اس لئے کہ انہیں ان کی تلاوت کے نسخ کے متعلق زمانے کے قریب ہونے کی بنا پر حکم نہیں پہنچا تھا۔ پھر جب انہیں ان کا نسخ معلوم ہوا تو انہوں نے ان سے رجوع کرلیا۔ (یعنی ان کو تلاوت کرنا چھوڑ دیا) اور اس پر اجماع ہوگیا کہ ان کی تلاوت نہیں کی جائے گی۔

اور نسخ کی تین قسمیں ہیں: پہلا وہ کہ جس کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوجائیں جیسا کہ عشر رضعات (دس بار دودھ پینے کا حکم) اور دوسرا وہ کہ جس کی صرف تلاوت منسوخ ہوجائے لیکن اس کا حکم باقی ہو جیسا کہ خمس رضعات (پانچ بار دودھ پلانے کا حکم) اور (دوسری آیت) جب شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کردو اور تیسری قسم وہ ہے کہ جس کا حکم منسوخ ہوگیا لیکن اس کی تلاوت باقی رہ گئی اور اس طرح کی آیات بہت سی ہیں جن میں سے یہ آیت بھی ہے: ''تم میں سے جو لوگ وفات پاجائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنی بیویوں کے لئے وصیت کرجائیں'' الآیة واللہ اعلم

امام نوویؒ آگے لکھتے ہیں:

"منها إن بعضهم ادّعى أنها منسوخة وهذا باطل لا يثبت بمجرد الدعوىٰ ومنها أن بعضهم زعم أنه موقوف على عائشة وهذا خطأ فاحش بل قد ذكره مسلم وغيره من طرق صحاح مرفوعًا من رواية عائشة ومن رواية أمّ الفضل ومنها أن بعضهم زعم أنه مضطرب وهذا غلط ظاهر وجسارة على ردّ السنن بمجرد الهوى وتوهين صحيحها لنصرة المذاهب وقد جاء في اشتراط العدد أحاديث كثيرة والصواب اشتراطه قال القاضي عياض وقد شذ بعض الناس فقال لايثبت الرضاع إلا بعشر رضعات وهذا باطل مردود والله اعلم (شرح مسلم)

''اور بعض لوگوں نے اس حدیث کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ مجرد دعویٰ سے تو کوئی بات ثابت نہیں ہوتی، اور بعض نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث عائشہ صدیقہؓ پر موقوف ہے اور یہ قول صریح غلطی ہے بلکہ امام مسلم وغیرہ نے اس حدیث کو حضرت عائشہ سے صحیح سند کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے اور اسی طرح اُمّ الفضل سے بھی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور یہ قول کھلی غلطی اور نفسانی خواہشات کی بنا پر سنتوں کو رد کرنے کی جسارت ہے اور اپنے مذاہب کی نصرت کی خاطر احادیثِ صحیحہ کی توہین ہے اور (رضاعت کی) تعداد کے بارے میں احادیثِ کثیرہ موجود ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ (رضاعت کی) تعداد (خمس رضعات) ثابت ہے، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا یہ شاذ قول بھی ہے کہ دس رضعات کے بغیر رضاعت ثابت نہیں ہوتی لیکن دس رضعات والا قول باطل و مردود ہے'' واللہ اعلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے احادیث میں تحریف کس نے کی؟

اس وضاحت سے معلوم ہوگیا کہ مفتی صاحب نے یہاں پر علمی خیانت کا ارتکاب کیا ہے اور مغالطہ، دھوکا دہی دینے کی کوشش کی ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ''اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والی مثال پر عمل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> ''جناب دامانوی صاحب نے دھوکہ دہی اور حق کو چھپانے میں یہود اور عیسائیوں کو بھی مات دے دی کہ صحیح مسلم شریف میں سے صرف چار اَحادیث اپنے مطلب کو پورا کرنے کے لئے ذکر کردیں۔ جبکہ ان سے پہلے امام مسلمؒ نے جو تقریباً بائیس صحیح احادیث بیان کی ہیں جن میں مطلق رضاعت کو سببِ حرمت بیان کیا گیا ہے، تھوڑے یا زیادہ کی کوئی قید نہیں ہے اور جو جمہور صحابہ کرامؓ و جمہور اُمت کے دلائل ہیں، ان کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کرگئے۔ عموماً یہ حضرات اپنے مزعومہ مسائل میں بخاری بخاری کی رَٹ لگاتے ہیں تو کیا ان کو اس بارے میں بخاری کی صحیح روایات نظر نہیں آئیں۔ جبکہ صحیح بخاری میں مسئلہ صراحۃً موجود ہے لیکن یہ روایات چونکہ ان کے مطلب کے خلاف تھیں اس لئے بخاری کی روایات کو چھوڑتے ہوئے مسلم شریف کو اپنی ڈھال بنانے کی کوشش کی۔ نہ معلوم یہاں پر بخاری سے کیا خطا سرزد ہوئی کہ اس کو پس پشت ڈال دیا اور اپنے مقرر کردہ اصول کہ اوّل کتاب اللہ، اس کے بعد بخاریؒ کو کیوں ترک کردیا؟'' (ص:۴) ...... ''نبیؐ نے خبر دی تھی کہ تم لوگ بھی اگلی اُمتوں یعنی یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے لگو گے'' (بخاری و مسلم)

یہود و نصاریٰ نے کتاب اللہ میں جگہ جگہ تحریف کردی تھی اور اپنی نفسانی خواہشات کو اس میں داخل کردیا تھا۔ مفتی صاحب ہمیں الزام دے رہے تھے کہ ہم نے دھوکا دہی اور حق کو چھپانے میں یہود و نصاریٰ کا کردار ادا کیا لیکن مفتی صاحب کی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث کی تشریح و وضاحت اور امام نوویؒ کی وضاحت کو سامنے رکھنے سے ہر انصاف پسند فیصلہ کردے گا کہ اس معاملے میں یہود و نصاریٰ کا طریقہ کار کس نے اپنایا ہے۔ معلوم نہیں حدیث کی روشنی میں مسائل کو حل کرنے والے اہل حدیث ان اہل رائے وقیاس کو کیوں اتنا کھٹکتے ہیں کہ یہ حدیث کا نام دیکھ کر ہی مشتعل ہوجاتے ہیں۔

مفتی صاحب کے سامنے ہم یہاں چند ایک ایسی مثالیں بیان کرتے ہیں کہ جنہیں پڑھ کر وہ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ قرآن و حدیث میں تحریف کرنا کس کا وطیرہ رہا ہے اور کون یہود و نصاریٰ کی راہ پر گامزن ہے؟ [اصل موضوع کو جاری رکھنے کے لئے ۴ صفحات کے بعد سے پڑھیں]

(۱) شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی مسئلہ تقلید کو ثابت کرنے کے لئے قرآنِ کریم میں ایک آیت کا اضافہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ارشاد ہوا:

> ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْئٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ اور ظاہر ہے کہ اُولی الامر سے مراد آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں، سو دیکھئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں۔ آپ نے آیت فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تو دیکھ لی اور آپ کو اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآنِ مجید میں یہ آیت ہے، اسی قرآن میں آیت مذکورہ معروضہ احقر بھی موجود ہے۔ (ایضاح الادلہ، ص ۸،۷)

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس کے بعد امیر کی اطاعت کا بھی حکم دیا لیکن اگر کسی مسئلہ میں نزاع واختلاف واقع ہو جائے، وہ نزاع چاہے دوسرے لوگوں سے ہو یا خود امیر سے ہو جائے ایسی صورت میں حکم ہے کہ اس اختلافی بات کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہؐ کی حدیث پر پیش کر کے اس مسئلہ کا حل معلوم کیا جائے۔ امیر کی بات بھی اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے خلاف ہو تو اس معاملہ میں اس کی بات ردّ کر دی جائے گی۔ کیونکہ امیر کی اطاعت کوئی الگ اور مستقل اطاعت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کے ماتحت ہے۔ جب امیر کی بات قرآن وحدیث کے مطابق ہوگی تو اس کی اطاعت لازم ہوگی اور جب اس کا حکم قرآن وحدیث سے متصادم ہوگا تو اسے ردّ کر دیا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"لاطاعة في معصية إنما الطاعة في المعروف" (بخاری ومسلم)

''اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں، اطاعت جو کچھ ہے معروف میں ہی ہے''

اسی طرح کی اور بھی بہت سی احادیث اس سلسلہ میں موجود ہیں۔ شیخ الہند صاحب نے اُولی الامر کی اطاعت کو الگ اور مستقل اور واجب اطاعت ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہ پاکر اپنی طرف سے قرآنِ کریم میں ایک آیت کا اضافہ کر دیا اور اس آیت سے انہوں نے تقلید کے جواز کے لئے دلیل فراہم کر دی۔ موصوف کی خود ساختہ آیت یہ ہے: "فإن تنازعتم في شيئ فردوه إلى الله والرسول وإلى أولي الأمر منكم" (پس اگر تمہارے درمیان کسی مسئلہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور رسولؐ اور اولی الامر کی طرف لوٹا دو) اس من گھڑت آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ مستقل مطاع ہیں، اسی طرح اولی الامر بھی مستقل مطاع ہیں، جبکہ قرآنِ کریم کی اصل آیت یہ ہے:

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْئٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء:۵۹)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسولؐ کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریق کار ہے''

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے"

دین اسلام کا اوّلین ماٴخذ قرآنِ کریم ہے اور اس کے ساتھ حدیثِ رسولؐ ہے۔ قرآن و حدیث حجّة شرعية کی حیثیت رکھتے ہیں اور قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک اَبدی قانون کا اعلان فرما دیا ہے کہ اختلاف کی صورت میں صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات حجت و دلیل ہے۔ شیخ الہند صاحب نے اس اَبدی اور اَٹل قانون کو منسوخ کرنے کے لئے ایک آیت اپنی طرف سے گھڑ کر پیش کردی اور انہوں نے پورے جزم اور وثوق کے ساتھ کہا:

"اور آپ کو اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآنِ مجید میں یہ آیت ہے، اسی قرآن میں آیت مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی موجود ہے" (ایضاح الادلہ)

بعد والوں نے اگرچہ شیخ الہند کے اس دعویٰ کو ان کی افسوسناک غلطی قرار دیا۔ مولوی سعید احمد پالن پوری صاحب ایک ضروری تنبیہ کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

"ایضاح الادلہ، پہلی مرتبہ ۱۲۹۹ھ میں میرٹھ میں طبع ہوئی تھی، جس کے صفحات ۳۹۶ ہیں۔ دوسری مرتبہ ۱۳۳۰ھ میں مولانا سید اصغر حسین صاحب کی تصحیح کے ساتھ مطبع قاسمی، دیوبند سے شائع ہوئی جس کے صفحات ۴۰۰ ہیں۔ (حال ہی میں فاروقی کتب خانہ، ملتان سے اس نسخہ کا عکس شائع ہوا ہے) کتب خانہ فخریہ، امروہی دروازہ، مراد آباد سے بھی یہ کتاب شائع ہوئی جس پر سن طباعت درج نہیں لیکن اندازہ یہ ہے کہ یہ ایڈیشن دیوبندی ایڈیشن کے بعد کا ہے۔ اس کے ۴۱۲ صفحات ہیں، ان سب ایڈیشنوں میں ایک آیتِ کریمہ کی طباعت میں افسوس ناک غلطی ہوئی ہے"

(ادلہ کاملہ ص ۱۸، ایضاح الادلہ ص ۷،۸)

شیخ الہند صاحب کی وفات ۱۹۲۱ء/۱۳۳۹ھ میں ہوئی (ادلہ کاملہ: ص ۱۲) جس کا مطلب یہ ہوا یہ کتاب شیخ الہند صاحب کے سامنے تین مرتبہ طبع ہوئی، لیکن نہ تو انہیں اور نہ ہی ان کے کسی مقلد کو اس غلطی کا اِحساس ہوا، اس کی وجہ آخر کیا ہوسکتی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ تقلید ان کے رَگ و ریشہ میں اس قدر رَچ بچ گئی تھی کہ انہیں قرآنِ کریم میں بھی تقلید ہی تقلید دکھائی دینے لگی۔ جیسا کہ بریلوی حضرات اپنا ہر شرک قرآنِ کریم کی آیات سے ثابت کرنے کے درپے ہیں، ایسا ہی تقلید کے ان پرستاروں کو بھی قرآنِ کریم میں تقلید دکھائی دینے لگی، حالانکہ قرآنِ کریم تو تقلید کی نفی کرتا ہے مگر افسوس "خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں"

(۲) شیخ الہند صاحب نے قرآنِ کریم کے علاوہ حدیث پر بھی عنایت فرمائی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"الحق والانصاف أن الترجيح للشافعيؒ في هذه المسئلة ونحن مقلدون يجب علينا تقليد إمامنا أبوحنيفة (تقریر ترمذی: ص ۳۹، طبع فاروقی کتب خانہ، ملتان)

"حق اور انصاف کی بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ترجیح امام شافعیؒ (کے موقف) کو حاصل ہے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن چونکہ ہم مقلدین ہیں، لہٰذا ہم پر ہمارے امام ابوحنیفہؒ کی تقلید واجب ہے“

(۳) تقلید کو لازم قرار دینے کے لئے ایسے خود ساختہ اُصول وضع کیے گئے کہ جن کی راہ میں اگر قرآن وحدیث بھی آجائیں تو انہیں منسوخ قرار دے دیا جائے گا لیکن تقلید امام الاعظم ابوحنیفہؒ بہر حال واجب رہے گی..... چنانچہ ابوالحسن عبید اللہ الکرخی لکھتے ہیں:

"إن كل آية تخالف قول أصحابنا فإنها تحمل على النسخ أوعلى الترجيح والأولى أن تحمل على التأويل من جهة التوفيق" (أصول کرخی، اصول:۲۸)

”ہر وہ آیت جو ہمارے فقہا کے قول کے خلاف ہوگی اسے یا تو منسوخ سمجھا جائے یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور اولیٰ یہ ہے کہ اس آیت کی تاویل کرکے اسے (فقہاء کے قول کے) موافق کر لیا جائے“

اسی طرح اَحادیث کے متعلق بھی قانون بنایا گیا:

"إن كل خبر يجيئ بخلاف قول أصحابنا فإنه يحمل على النسخ أوعلى أنه معارض بمثله ثم صار إلى دليل آخر أو ترجيح فيه بما يحتج به أصحابنا من وجوه الترجيح أويحمل على التوفيق" (اصول کرخی، اصول:۲۹)

”بے شک ہر اس حدیث کو جو ہمارے اصحاب (یعنی فقہاءِ حنفیہ) کے خلاف ہوگی، منسوخ سمجھا جائے گا یا یہ سمجھا جائے گا کہ یہ حدیث کسی دوسری حدیث کے خلاف ہے۔ پھر کسی اور دلیل کا تصور کیا جائے گا، پھر بعض وجوہ کی بنا پر اس حدیث کو ترجیح دی جائے گی جو حدیث ہمارے اَصحاب کی دلیل ہے یا پھر یہ تصور کیا جائے گا کہ موافقت کی کوئی اور صورت ہوگی (جو ہمیں نہیں معلوم)“

امام بخاری فرماتے ہیں:

"ولقد قال وكيع من طلب الحديث كما جآء فهو صاحب سنة ومن طلب الحديث ليقوي هواه فهو صاحب بدعة يعنى أن الانسان ينبغي أن يُلغى رأيه لحديث النبى صلى الله عليه وسلم حيث يثبت الحديث ولا يعلل بعلل لا يصح ليقوى هواه وقد ذكر عن النبى ﷺ لا يؤمن أحدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به (جزء رفع اليدين مع جلاء العينين: ص ۱۲۰، ۱۲۱)

”امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص حدیث کا مفہوم ایسا ہی لے جیسا کہ وہ ہے تو وہ اہل سنت ہے اور جو شخص اپنی خواہش نفسانی کی تقویت کے لئے حدیث کو طلب کرے (اور اپنی رائے کے مطابق اس حدیث کا مفہوم بیان کرے) تو وہ بدعتی ہے یعنی انسان کے لئے مناسب یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے کو اس وقت بے معنی تصور کرے جب حدیث ثابت ہوجائے اور یہ بات صحیح نہیں کہ نادرست وجوہات سے حدیث میں سقم پیدا کرکے اپنے قیاس کو تقویت دے۔ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے اور قیاس کو اس (دین) کے ماتحت نہ کرے جیسے میں لے کر آیا ہوں"

علماءِ دیو بند کا جو طریقہ واردات رہا ہے کہ انہوں نے احادیثِ رسول کو بھی معاف نہیں کیا۔ ابوداود کی حدیث میں انہوں نے عشرين ليلة (بیس راتوں) کو عشرين ركعة (بیس رکعات) میں بدل دیا...... مصنف ابن ابی شیبہ میں جو کراچی میں طبع ہوئی، وائل بن حجر کی حدیث میں تحت السرة (ناف کے نیچے) کا اضافہ کر دیا گیا...... مسند حمیدی میں جناب عبداللہ بن عمرؓ کی رفع الیدین والی مشہور حدیث میں جو سفیان بن عیینہ عن الزہری عن سالم بن عبداللہ، عن عبداللہ بن عمر کی سند سے صحیح مسلم، ابوداود ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دیگر کتب اور مسند حمیدی میں بھی موجود ہے، اس روایت میں فلا يرفع (پس وہ نہ اٹھاتے تھے) کا اِضافہ کر کے اسے ترک رفع الیدین کی دلیل بنانے کی کوشش کی گئی، اور اسی روایت میں صحیح ابوعوانہ میں سے 'واؤ' گرا کر اس روایت کو بھی ترکِ رفع الیدین کی دلیل بنایا گیا ہے۔ سلف میں سے کسی محدث اور عالم نے ان روایات کو پیش نہیں کیا کیونکہ اس وقت تک ان روایات میں یہ تحریف نہ ہوئی تھی۔ ان روایات کے دستاویزی ثبوت ہم اپنے دوسرے مضمون "نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ" میں پیش کریں گے۔ نیز مولوی شبلی نعمانی اور ماسٹر امین اوکاڑوی صفدر نے بھی قرآن کریم کی آیات میں تحریف کی ہے لیکن طوالت کی خاطر اس بحث کو فی الحال مؤخر کیا جاتا ہے اور ہم دوبارہ اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

مفتی صاحب کو شکایت ہے کہ ہم نے صحیح مسلم میں سے صرف چار اَحادیث ذکر کی ہیں اور صحیح مسلم میں جو بائیس احادیث ہیں جن میں مطلق رضاعت کو سببِ حرمت قرار دیا گیا ہے ان کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ خود مفتی صاحب نے ان بائیس احادیث میں سے کوئی ایک حدیث بھی صحیح مسلم کے حوالے سے بیان نہیں کی۔ اب مفتی صاحب ہی بتائیں کہ ان کے اس طرزِ عمل کی وجہ سے ان پر کون سا فتویٰ لگایا جائے؟ جن احادیث میں حرمت کا سبب رضاعت کو قرار دیا گیا ہے، ان میں کوئی حد بندی بیان نہیں کی گئی اور یہ اُصول ہے کہ جس طرح قرآنِ کریم کی بعض آیات بعض آیات کی توضیح و وضاحت کرتی ہیں اسی طرح احادیث بھی دوسری احادیث کی توضیح کرتی ہیں۔

اگر کسی حدیث میں ایک بات کا ذکر یا اصل سبب کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ کسی دوسری حدیث میں بھی اس کی وضاحت موجود نہ ہو، عدمِ ذکر سے عدمِ وجود کہاں لازم آتا ہے؟ اور محدثین کا یہ قاعدہ اور اُصول ہے کہ وہ تمام احادیث کو ذکر کر کے ان تمام احادیث کے مجموعہ سے کوئی نتیجہ اَخذ کرتے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ اپنے مطلب کی ایک حدیث تو لے لی جائے اور باقی احادیث سے آنکھیں بند کر لی جائیں اور یا پھر انہیں حنفی مسلک کے خلاف سمجھ کر ردّ کر دیا جائے۔ ایسا تو وہی انسان کرسکتا ہے کہ جس کے دل سے اللہ کا خوف ختم ہو چکا ہو اور جو صرف اپنے مسلک کو بچانے کی خاطر قرآن وحدیث کو بھی رد کر دیتا ہو۔ ایسے تعصب سے اللہ کی پناہ!!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتی صاحب کے دلائل کا نکتہ بہ نکتہ جائزہ

مفتی صاحب کی پہلی دلیل

مفتی صاحب لکھتے ہیں: ﴿وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ﴾ (النساء:۲۳)

''اور تم پر تمہاری وہ مائیں حرام ہیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں''

اس آیتِ شریفہ میں مطلق رضاعت کو سببِ حرمت قرار دیا گیا ہے۔ قلیل وکثیر کی کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے۔ (ص۲)

جائزہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک عام قانون بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ جن ماؤں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور جو تمہاری رضاعی بہنیں ہیں وہ بھی تم پر حرام ہیں۔ اس آیت میں نہ تو دودھ کی مقدار کا کوئی ذکر ہے اور نہ اس کی کوئی تحدید بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح اس آیت میں یہ بھی نہیں بیان کیا گیا کہ کس عمر تک دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوگی۔ یعنی مدتِ رضاعت کا بھی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ یہ آیت چونکہ عام ہے، اس لئے اس کی وضاحت کے لئے قرآن کریم کی دوسری آیات یا پھر احادیث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ مدتِ رضاعت کا ذکر تو قرآنِ کریم میں دوسرے مقام پر موجود ہے، البتہ یہ مسئلہ کہ کتنی مرتبہ دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوگی؟ اس سلسلہ میں احادیث کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ پہلے قرآنِ کریم میں دس مرتبہ دودھ پینے سے حرمت رضاعت کا حکم نازل ہوا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور پانچ بار دودھ پینے سے حرمت رضاعت کا حکم نازل ہوگیا اور جس وقت رسولؐ کی وفات ہوئی تو یہ حکم قرآنِ کریم میں تلاوت کیا جا رہا تھا۔ (صحیح مسلم: ۴۶۹/۱، موطأ امام مالک)

یہ حدیث اس مسئلہ میں نص کی حیثیت رکھتی ہے اور اس حدیث کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ حکم قرآن کریم میں تلاوت کیا جاتا رہا ہے۔ البتہ نبیؐ کی وفات سے قبل اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی، البتہ اس کا حکم باقی رہ گیا۔ جیسا کہ رجم کے متعلق بھی آیتِ رجم پہلے قرآن میں نازل ہوئی تھی۔ لیکن پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی البتہ اس کا حکم باقی رہ گیا۔ گویا قرآنِ کریم کی اس آیت کی وضاحت قرآن کریم کی دوسری آیت کر رہی ہے کہ جس کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے البتہ اس کا حکم باقی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ اَوراق میں تفصیل سے بیان ہوا۔ مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ ''اس آیت میں مطلق رضاعت ہی کو سببِ حرمت قرار دیا گیا ہے'' تو اس کی کوئی دلیل انہوں نے ذکر نہیں کی بلکہ یہ صرف ان کی رائے ہے اور احادیثِ صحیحہ کے ہوتے ہوئے ان کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفی عالم علامہ سید امیر علی ملیح آبادیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اب یہ بیان ہونا چاہئے کہ رضاعت کب اور کیوں کر ثابت ہوتی ہے تو مفسر نے کہا کہ قبل استکمال الحولین خمس رضعات کما بیّنه الحدیث یعنی دودھ پلایا تم کو پانچ رضعات دو برس پورے ہونے سے پہلے جیسا کہ حدیث نے اس اجمالِ رضاعت کو جو آیت میں مذکور ہے، بیان کردیا ہے۔ یعنی آیت میں تو مطلقاً رضاعت مذکور ہے یہ بیان نہیں کہ کس سن میں پلایا ہو اور کم سے کم کس قدر پلایا ہو تو مفسر نے اپنے مذہب کے موافق بیان کیا کہ دودھ پلانے والی اس وقت بچہ کی رضاعی ماں ہوجاتی ہے کہ بچہ کو دو برس کا سن پورے ہونے سے پہلے پلایا ہو اور کم سے کم پانچ رضعات ہوں'' (مواہب الرحمٰن، پ۴، ص۲۰۳)

شیخ ابوبکر جابر جزائری مدرّسِ مسجد نبویؐ اپنی مختصر اور بینظیر تفسیر میں اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

ضمن رضع من امرءة خمس رضعات وهو في سن الحولين تحرم عليه ويحرم عليه أمهاتها و بناتها (أیسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر ۱/۴۵۶)

''پس جس شخص نے کسی عورت کا پانچ مرتبہ دودھ پی لیا اور وہ دو سال کے دوران ہو تو وہ خاتون اس پر حرام ہوجائے گی اور حرام ہوجائے گی اس پر اس خاتون کی ماں، اس کی بیٹیاں...... الخ''

المغنی میں ہے: "مسألة: قال ابوالقاسم: والرضاع الذي لايشك في تحريمه أن يكون خمس رضعات فصاعدا"

یعنی ''ابوالقاسم فرماتے ہیں کہ مسئلہ رضاعت کہ جس کی حرمت میں کوئی شک نہیں وہ پانچ رضعات اور اس سے زیادہ ہے یعنی پانچ بار اور اس سے زیادہ بار دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوتی ہے''...... آگے لکھتے ہیں:

المسألة الأولىٰ: أن الذي يتعلق به التحريم خمس رضعات فصاعداً، هذا الصحيح في المذهب، وروي هذا عن عائشة و ابن مسعود وابن الزبير وعطاء وطاوس و هو قول الشافعي (المغنی ج۹ ص۱۹۳)

''حرمتِ رضاعت پانچ بار اور اس سے زیادہ بار دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے اور یہ صحیح مذہب ہے اور یہ بات روایت کی گئی ہے عائشہ صدیقہؓ، ابن مسعودؓ، ابن زبیرؓ، عطاءؒ، طاوسؒ سے اور یہی قول امام شافعیؒ کا بھی ہے'' (المغنی ج۹ ص۱۹۳)

(۲) خمس رضعات کی دوسری دلیل سَہلہ بنت سُہیلؓ کی حدیث ہے۔ انہوں نے سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ کو اپنی اولاد کی طرح پالا تھا اور جب پردہ کی آیات نازل ہوئیں تو حذیفہؓ کو سالمؓ کا آزادانہ اپنے گھر داخل ہونا ناگوار گزرا۔ چنانچہ سہلہ بنت سُہیلؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ عرض کیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: تم سالمؓ کو پانچ مرتبہ دودھ پلا دو تو وہ تم پر حرام ہوجائے گا یعنی (تمہارا رضاعی بیٹا بن جائے گا)۔ سہلہ بنت سُہیلؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے نبیؐ! ''سالمؓ تو داڑھی والا آدمی ہے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اسے کس طرح دودھ پلاؤں؟'' تو نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہے وہ داڑھی والا ہے تم اسے دودھ پلا دو۔ چنانچہ سہلہؓ نے سالمؓ کو دودھ پلا دیا۔ جس کی وجہ سے حذیفہؓ کے چہرے سے ناراضگی کے آثار ختم ہوگئے۔ (ملخص من صحیح مسلم، موطأ امام مالک، ابوداود: ۲۲۹/۲، مسند احمد ۲۰۱/۶، مستدرک ۲۲۶/۳، مصنف عبدالرزاق برقم ۱۳۳۴۴، طبرانی کبیر ۶۹/۷)

اس حدیث سے کئی مسائل کا علم ہوا:

(۱) اس حدیث سے واضح ہوا کہ پانچ بار دودھ پینے ہی سے حرمت ِرضاعت ثابت ہوتی ہے اور پانچ بار سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(۲) اسلام میں حیا کا بہت بڑا مقام ہے اور حیا کو **شطر الایمان** (آدھا ایمان) قرار دیا گیا ہے۔ اگر پانچ بار سے کم میں رضاعت کا مسئلہ حل ہوسکتا تو رسول اللہ ﷺ اس خاتون سے فرما دیتے کہ اسے ایک ہی بار دودھ پلا دے، حرمت ِرضاعت ثابت ہوجائے گی، لیکن نبیؐ کا اس کے باوجود اس خاتون کو تاکید کرنا جبکہ اس خاتون نے واضح بھی کیا کہ اللہ کے نبیؐ وہ جوان اور داڑھی والا آدمی ہے میں کیونکر اسے دودھ پلا سکتی ہوں؟ آپؐ اس خاتون کی اس بات پر ہنس بھی پڑے لیکن خمس رضعات میں آپؐ نے کوئی کمی نہ فرمائی۔ یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ اگر اس سلسلہ میں کچھ ذرّہ برابر بھی گنجائش ہوتی تو نبیؐ ضرور اس خاتون کو یہ گنجائش عطا فرما دیتے لیکن نبیؐ نے خمس رضعات کے سلسلے میں اسے کوئی گنجائش عطا نہیں فرمائی۔

(۳) اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سہلہ بنت سہیلؓ کو نبی اکرم ﷺ نے سالمؓ کو دودھ پلانے کا حکم دیا۔ اگر پستان سے دودھ نکال کر پلایا جانا درست ہوتا اور اس نکالے ہوئے دودھ سے حرمت رضاعت ثابت ہوسکتی تو رسول اللہ ﷺ اس خاتون کو اس کا حکم دیتے، لیکن رسول اللہ ﷺ کا سہلہؓ کو دودھ پلانے کا حکم دینا بالکل واضح کرتا ہے کہ بچہ پستان ہی سے دودھ پئے گا ورنہ حرمت ثابت نہ ہوگی۔ کیونکہ جب جوان مرد کے لئے اس کی رخصت نہیں تو چھوٹے بچے کے لئے کس طرح رخصت ثابت ہوجائے گی؟

(۴) اِس حدیث کی وجہ سے عائشہ صدیقہؓ رضاعت ِکبیر کی قائل تھیں، اور جس شخص کو بھی وہ اپنا رشتہ دار بنانا چاہتیں، اسے کسی رشتہ دار خاتون کا دودھ پلا دیتیں۔ چنانچہ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ کے لئے انہوں نے اُمّ کلثومؓ کو حکم دیا کہ وہ اسے دودھ پلا دے۔ سالمؒ کہتے ہیں کہ اُمّ کلثومؓ نے مجھے تین دفعہ دودھ پلایا اور پھر اُمّ کلثومؓ بیمار ہوگئیں اور مجھے بقیہ دودھ نہ پلا سکیں تو میں بھی عائشہؓ کے پاس داخل نہ ہوسکا (موطأ امام مالک)۔

دوسری ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت عائشہؓ سے رضاعت ِکبیر کے بارے میں اِختلاف کیا اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا کہ یہ حکم سالمؓ کے لئے خاص تھا۔ چنانچہ اَزواجِ مطہراتؓ نے عائشہؓ سے رضاعتِ کبیر کے متعلق تو اختلاف کیا لیکن انہوں نے خمس رضعات کے متعلق کوئی اختلاف نہیں کیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ خمس رضعات کا مسئلہ ان کے درمیان اتفاقی تھا۔

مفتی صاحب اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''اور اگر غیر مقلدین اس حدیث کو منسوخ نہیں مانتے تو کیا اب بھی یہ حضرات کسی جوان کو...... بیوی کا پانچ مرتبہ پیٹ بھر کر دودھ پلا کر رضاعی بیٹا بنانا پسند کریں گے؟ (ص ۵)

مفتی صاحب کا یہ اعتراض اور تمسخر نبی ﷺ کی ذات پر وارد ہوتا ہے کیونکہ آپؐ ہی نے سہلہؓ کو اس بات کا حکم دیا تھا۔ اب نبیؐ پر اعتراض کرنے والے اور آپؐ کا تمسخر کرنے والے کے متعلق مفتیانِ دیوبند کیا فتویٰ دیں گے؟ یہ ان کی ذمہ داری ہے اور کیا ایسا شخص مسند فتویٰ پر براجمان ہونے کے بھی لائق ہے؟ نبی کریم کا فرمان ہے:

''اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے دلوں سے نکال دے بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علما کو اٹھالے گا۔ چنانچہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہل (مفتیوں) کو اپنا بڑا بنالیں گے اور وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

(۳) عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا تحرم المصّة والمصتان" (صحیح مسلم: ج۱ ص۴۶۹)

''ایک مرتبہ دودھ چوسنے سے یا دو مرتبہ دودھ چوسنے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی''

اُمّ الفضلؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا:

"لا تحرم الرضعة أو الرضعتان أو المصة أو المصتان" (صحیح مسلم، ج۱ ص۴۶۹)

''ایک مرتبہ دودھ پینے سے یا دو بار دودھ پینے سے یا ایک مرتبہ دودھ چوسنے سے یا دو بار دودھ چوسنے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی''

اس حدیث میں بالکل واضح ہے کہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ دودھ پینے یا ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ دودھ پینے کا مطلب بعض علما نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر تین مرتبہ دودھ پی لیا جائے تو حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ لیکن اس حدیث کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ تیسری بار دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ حضرت عائشہؓ اور سہلہ بنت سہیلؓ کی روایات میں بالکل واضح ہے کہ پانچ مرتبہ سے کم دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ اس کی مثال بالکل اس طرح ہے کہ جیسے ایک حدیث میں ہے:

"ليس فيما دون خمسة أوسق من التمر صدقة وليس فيما دون خمس أواق من

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الورق صدقة وليس فيما دون خمس ذود من الابل صدقة (متفق عليه)
''کھجوروں میں پانچ وسق (بیس من) سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور چاندی میں پانچ اوقیہ (ساڑھے باون تولہ) سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور اونٹوں میں پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں''

اس حدیث کے مطابق اگر کوئی کہے کہ ایک یا دو وسق کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ تین وسق کھجوروں میں زکوٰۃ ہوگی کیونکہ زکوٰۃ کی مقدار پانچ وسق کھجوروں میں مقرر کی گئی ہے۔ اسی طرح حدیث میں جو آیا ہے کہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ِرضاعت ثابت نہیں ہوتی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ پانچ مرتبہ دودھ پینے ہی سے حرمت ِرضاعت ثابت ہوگی جیسا کہ عائشہ صدیقہؓ اور سہلہ بنت سہیلؓ کی روایات میں خمس رضاعت کی تحدید موجود ہے۔ اسی طرح پانچ اوقیہ چاندی اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ فرض قرار نہیں دی گئی بلکہ پانچ اوقیہ چاندی اور پانچ اونٹوں اور ان سے زیادہ تعداد پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ دراصل ایک موضوع پر آنے والی تمام آیات واحادیث کو سامنے رکھ کر ہی کوئی شرعی مسئلہ بتایا جاسکتا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ ایک یا دو الفاظ کو لے کر باقی احادیث کو ترک کر دیا جائے۔

رَضْعَةٌ کا مطلب ہے ایک مرتبہ دودھ پینا، جیسے ضَرْبَةٌ کا مطلب ہے ایک مرتبہ مارنا اور جَلْسَةٌ کا مطلب ہے ایک مرتبہ بیٹھنا اور اَکْلَةٌ کا مطلب ہے ایک مرتبہ کھانا کھانا اور مَصَّةٌ کا مطلب ہے ایک بار دودھ چوسنا۔ اسی طرح الاملاجة کا مطلب بھی ایک مرتبہ دودھ چوسنے کے ہیں۔ بچہ بھوک کے وقت ماں کے پستان کو منہ میں لے کر دودھ پینا شروع کردے اور بھوک کے ختم ہونے تک دودھ پیتا رہے، درمیان میں سانس لینے کے لئے اگر بچہ پستان کو چھوڑ کر دوبارہ دودھ پینے لگے تو یہ سارا عمل رَضْعَةٌ کہلائے گا، یعنی ایک بار دودھ پینا البتہ المصة اور الاملاجة میں بچہ بالکل تھوڑی دیر کے لئے پستان منہ میں لے کر دودھ چوس کر اسے چھوڑ دیتا ہے۔ (ملخصاً فتح المالک بتویب التمہید لابن عبدالبر علی موطأ الامام مالک: ج۷ص ۴۱۱، نیل الاوطار: ج۶،ص ۳۱۰، تفسیر احسن البیان ص ۸۶۰)

اُمّ الفضل بیان کرتی ہیں کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ میرے گھر پر تھے، اس نے عرض کیا: اللہ کے نبیؐ میری ایک بیوی تھی اور میں نے ایک دوسری خاتون سے نکاح کیا ہے۔ پس میری پہلی بیوی نے کہا کہ میں نے اس عورت کو ایک بار یا دو بار دودھ پلایا ہے؟ پس نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "لا تحرم الاملاجة والاملاجتان" (صحیح مسلم: ج۱،ص ۴۶۹)
''ایک یا دو بار دودھ چوسنے سے حرمت ِرضاعت ثابت نہیں ہوتی''

اُمّ الفضلؓ ہی سے دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ! "هل تحرم الرضعة الواحدة قال لا" کیا ایک مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ِرضاعت ثابت ہوجاتی ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں (صحیح مسلم: ج۱، ص۴۶۹)

ان احادیث سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ ایک مرتبہ دودھ پینے یا دو بار دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی بلکہ حرمتِ رضاعت کے لئے پانچ بار دودھ پینا ضروری ہے جیسا کہ عائشہ صدیقہؓ کی خمس رضعات والی روایت اس مسئلہ پر نص صریح ہے اور امام مسلمؒ نے ان احادیث کے بعد عائشہ صدیقہؓ کی خمس رضعات والی روایت کو دو سندوں سے پیش کرکے اس مسئلہ پر مہر ثبت فرما دی ہے۔ اس حدیث کے بعد امام مسلمؒ نے سہلہ بنت سہیلؓ کی حدیث کو بھی چار سندوں سے پیش کرکے ثابت کردیا کہ خمس رضعات والا مسئلہ دلائل کے لحاظ سے انتہائی مضبوط ہے۔ البتہ صحیح مسلم میں سہلہؓ والی روایت میں خمس رضعات کے اَلفاظ موجود نہیں ہیں لیکن دوسری روایات میں یہ اَلفاظ ثابت ہیں۔

مفتی صاحب کو شکایت تھی کہ ہم نے صحیح مسلم کی بائیس احادیث میں سے صرف چار احادیث کو ذکر کیا ہے اب مفتی صاحب ان چار احادیث میں ان مزید احادیث کو بھی شامل فرما لیں اور کچھ احادیث آگے آرہی ہیں ان کی بھی گنتی کرکے بائیس کے عدد کو پورا کریں۔

مفتی صاحب کی دوسری دلیل

مفتی صاحب لکھتے ہیں: ''جنابِ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب"

''حرام ہوجاتا رضاعت سے (وہ رشتہ) جو حرام ہوجاتا ہے نسب سے'' (سنن نسائی)

اس حدیثِ شریف میں مطلق رضاعت کو سببِ حرمت قرار دیا گیا ہے۔ قلیل وکثیر کی کوئی تحدید نہیں کی گئی'' (ص۲)

جائزہ: اس حدیث میں ایک عام قانون بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح نسبت اور وِلادت سے رشتوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے، اسی طرح رضاعت کی وجہ سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے گویا رضاعت کو نبی اکرم ﷺ نے نسب سے تشبیہ دی ہے۔ اس حدیث میں چونکہ دودھ کی مقدار کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے لہٰذا مفتی صاحب کا اس حدیث کو خواہ مخواہ اپنی دلیل کہنا غلط ہے۔ مفتی صاحب کا دعویٰ خاص ہے لہٰذا انہیں چاہئے کہ وہ اس پر اپنی دلیل بھی بالکل واضح اور خاص پیش کریں۔ مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس حدیث کی راویہ بھی حضرت عائشہؓ ہیں جو خمس رضعات کی راویہ بھی ہیں اور جن کا مذہب بھی خمس رضعات کا ہے۔ لہٰذا مفتی صاحب کا حدیث نقل کرکے بغیر دلیل کے اس سے اپنا خود ساختہ مطلب ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

اس حدیث کا شانِ وُرود یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کا رضاعی چچا ان سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کررہا تھا اور نبی ﷺ اس وقت حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ نبی ﷺ نے اس موقع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عائشہ صدیقہؓ سے اِرشاد فرمایا: "إن الرضاعة تحرم ما تحرم الولادة" ''بے شک رضاعت سے ویسی ہی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے وِلادت سے'' (صحیح بخاری:۲/۷۶۴، صحیح مسلم: ج۱ص۴۶۴)

امام مسلم نے امام بخاری کی طرح رضاعت کے سلسلہ میں سب سے پہلے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس حدیث کے بعد عائشہ صدیقہؓ سے دوسری روایت بھی ان الفاظ سے بیان کی ہے: "يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة" (مسلم) اس حدیث کے بعد امام مسلمؒ نے عائشہ صدیقہؓ کی ایک اور حدیث چھ سندوں سے یعنی چھ احادیث ذکر کی ہیں۔ جن میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ افلح بن ابی قیسؓ جو عائشہ صدیقہؓ کا رضاعی چچا تھا، حضرت عائشہؓ سے ان کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے لگا لیکن عائشہؓ نے ان کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ اتنے میں نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور عائشہؓ سے فرمایا کہ ان کو اندر آنے کی اجازت دو کیونکہ وہ تمہارے رضاعی چچا ہیں۔ اسی وجہ سے عائشہ صدیقہؓ فرمایا کرتی تھیں: "حَرِّمُوا من الرضاعة ما تحرمون من النسب"

''حرام جانو رضاعت سے جسے تم نسب سے حرام جانتے ہو'' (صحیح مسلم، ج۱، ص۴۶۷)

امام مسلمؒ نے اس حدیث کے بعد جناب علیؓ، جناب عباسؓ اور اُمّ سلمہؓ کی حدیث بیان کی ہے جس میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا کہ آپ حمزہؓ کی بیٹی سے شادی کرلیں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ میری رضاعی بھتیجی ہیں: "ويحرم من الرضاعة ما يحرم من الرحم" (مسلم، ج۱ص۴۶۷)

مفتی صاحب کی تیسری دلیل

مفتی صاحب لکھتے ہیں: ''حضرت علی شیر خداؓ سے مرفوع روایت ہے: "يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب قليله و كثيره" (جامع المسانید خوارزمی: ج۲، ص۹۷)

''حرام ہوجاتے ہیں دودھ سے وہ رشتے جو حرام ہوجاتے ہیں نسب سے دودھ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ''

یہ روایت احناف کے مسلک پر صریح دلیل ہے'' (ص۲، ۳)

یہ حدیث اس مسئلہ پر واقعی نص صریح کی حیثیت رکھتی کیونکہ اس روایت میں بالکل واضح الفاظ موجود ہیں لیکن کاش یہ روایت صحیح ہوتی!!...... افسوس کہ یہ روایت ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع اور صریح جھوٹ ہے، افسوس کہ مفتی صاحب نے علمی خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے اس روایت کی سند تک نقل نہیں کی لہٰذا پہلے اس روایت کی سند ملاحظہ ہو:

(ابوحنيفة) (عن) الحكم بن عتيبة (عن) القاسم بن مخيمرة (عن) شريح ابن هانئ (عن) علي بن ابی طالب رضی الله عنه (عن) النبی ﷺ أنه قال يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب قليله وكثيره (أخرجه) أبو محمد البخاري (عن) المنذر بن سعيد الهروي (عن) أحمد بن عبدالله الكندي

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(عن) ابراهيم بن الجراح (عن) أبي يوسف (عن) أبي حنيفة رضى الله عنه
(جامع مسانید الامام الاعظم از خوارزمی: ج۲،ص۹۷ طبع حیدر آباد دکن)

جامع مسانید الامام الاعظم محمد بن محمود خوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) کی جمع کردہ ہے خوارزمی کی عدالت وثقاہت نامعلوم ہے۔اس نے یہ ابومحمد بخاری سے روایت کی ہے۔

ابومحمد عبداللہ بن محمد یعقوب حارثی بخاری کا تعارف: علامہ ابوطاہر زبیر علی زئی محمدی لکھتے ہیں

''یہ شخص وضع حدیث کے ساتھ متہم ہے، ملاحظہ فرمائیں: الكشف الحثيث عمن رمي بوضع الحديث لبرهان الدين الحلبي ص۲٤۸) ابواحمد الحافظ اور امام حاکم نے بتایا کہ وہ حدیثیں بناتا تھا۔(کتاب القراۃ از بیہقی،ص۱۵۴)

ابوسعید رواسؒ نے کہا: ''اس پر وضع حدیث کا الزام ہے''

احمد سلیمانیؒ کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ سند اور متن دونوں گھڑتا تھا۔ابوزرعہ احمد بن الحسین الرازیؒ نے کہا: ضعیف ہے۔خلیلیؒ نے اسے کمزور اور مدلس قرار دیا ہے۔خطیب نے بھی جرح کی ہے(دیکھئے لسان المیزان ۳/۳۴۸/۳۴۹)

کسی نے بھی اس شخص کی توثیق نہیں کی لہٰذا ایسے شخص کی تمام روایات موضوعات اور مردود ہیں۔

حافظ ذہبیؒ دیوان الضعفاء والمتروکین میں ابومحمد الحارثی کو ذکر کر کے لکھتے ہیں: "يأتي بعجائب واهية" (ص۱۷٦ رقم ۲۲۹۷) خلاصہ یہ کہ یہ روایت موضوع ہے۔

اس روایت کی سند میں اور بھی عجائبات موجود ہیں لیکن ہم صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

نوٹ: میری تحقیق کے مطابق 'جامع المسانید' میں الخوارزمی سے امام ابوحنیفہؒ تک ایک روایت بھی بسند صحیح یا حسن ثابت نہیں ہے جسے اس بات سے اختلاف ہے وہ صرف ایک سند ہی پیش کردے جو جمہور کے نزدیک صحیح یا حسن ہو (نور العينين في مسئلة رفع اليدين ،ص۲٦،۲٤)

مفتی صاحب کی چوتھی دلیل

مفتی صاحب لکھتے ہیں: عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ سے سنن نسائی میں مروی ہے: "كان يقولان يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب قليله و كثيره" ص۸۳،ج۲ (ص۳)

تیسری دلیل کے بعد مفتی صاحب کے پاس مرفوع روایات کا ذخیرہ ختم ہوگیا، لہٰذا اب انہوں نے آثارِ صحابہ کو دلیل کے طور پر پیش کرنا شروع کردیا ہے اور جو اثر موصوف نے نقل کیا ہے وہ بھی نامکمل نقل کیا ہے تاکہ لوگوں کو حقیقت حال کا پتہ نہ چل جائے۔اس روایت میں آگے یہ الفاظ بھی ہیں: ''اور انہوں نے یہ بھی لکھا: (یعنی شریح قاضیؒ نے ابراہیم نخعیؒ کو یہ بھی لکھا) کہ ابوشعثاء المحاربی نے مجھ سے بیان کیا اور ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا: "لا تحرم الخطفة والخطفتان" یعنی ''ایک بار یا دو بار دودھ اُچک لینا (پی لینا) حرمت رضاعت ثابت نہیں کرتا" (سنن نسائی، ج۲ ص۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں موصوف کے نقل کردہ اثر کا جواب مرفوع حدیث کے ساتھ موجود تھا۔ جناب عبداللہ بن مسعودؓ اور جناب علیؓ کا خیال تھا کہ قلیل وکثیر دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوجاتی ہے لیکن قاضی شریح نے اس اثر کے بعد عائشہ صدیقہؓ سے مرفوع روایت نقل کرکے ثابت کردیا کہ قلیل دودھ سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوسکتی۔ مفتی صاحب نے اس اثر میں "مایحرم من النسب" کے اَلفاظ بھی بڑھا دیئے ہیں جبکہ حدیث میں یہ اَلفاظ موجود نہیں ہیں۔

مفتی صاحب کی پانچویں دلیل

مفتی صاحب لکھتے ہیں: حضرت ابن عباسؓ کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ ایک یا دو مرتبہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی تو آپ نے فرمایا: یہ پہلے تھا اب ایک مرتبہ سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہوجائے گی۔ (اَحکام القرآن از جصاص، ص ۱۲۰ ج ۲)...... موصوف نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن عباسؓ کے اس اثر نے دوسری تمام احادیث کو منسوخ کردیا ہے۔ (ص ۵،۳)

جائزہ: موصوف نے واقعی بہت زبردست دلیل تلاش کرکے پیش کی ہے۔ کاش موصوف اس روایت کی سند بھی نقل کردیتے تو اصل بات کھل جاتی، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ لہٰذا پہلے اس روایت کی سند ملاحظہ فرمائیں:

"وهوما حدث أبوالحسن الكرخي قال حدثنا الحضرمي قال حدثنا عبدالله بن سعيد قال حدثنا أبوخالد عن حجاج عن حبيب بن أبي ثابت عن طاء وس من ابن عباس...... (أحكام القرآن الجصاص، ج ۲ ص ۱۲۵، طبع سہیل اکیڈمی، لاہور)

اس روایت کی سند میں ایک راوی حجاج بن ارطاۃ نخعی، ابو ارطاۃ کوفی ہے جو صدوق، کثیر الخطا والتدلیس ہے (تقریب)

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: أحدالأعلام على لين فيه (الكاشف ۱/ ۱۶۰، الميزان ۱/ ٤٥٨) وقال أبوحاتم: صدوق يدلس فإذا قال ثنا فهو صالح (الكاشف)

بہرحال حجاج کثیر الخطا اور لین ہونے کے ساتھ ساتھ مدلس بھی ہے اور اس روایت میں ان کی تدلیس بالکل واضح ہے۔ لہٰذا عدمِ سماع کی وجہ سے اور تدلیس کی بنا پر یہ روایت ناقابل احتجاج ہے۔

اس حدیث کے دوسرے راوی حبیب بن ابی ثابت کوفی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: "ثقة فقيه جليل وكان كثير الارسال والتدليس" (تقریب ۱/ ۱۸۳) حدیث کے ضعیف ہونے کے لئے حجاج بن ارطاۃ کی تدلیس ہی کافی تھی لیکن ان کے استاد حبیب بن ابی ثابت کوفی بھی مدلس نکلے۔ لہٰذا مدلس روایت میں جب تک راویٔ حدیث سے سماع کی صراحت ثابت نہ ہوجائے، اس وقت تک وہ روایت ضعیف ہوتی ہے اور اس روایت میں دو راویوں کی تدلیس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باقی راویوں پر ابھی تحقیق باقی ہے۔ یہ روایت بھی دور کی کوڑی ہے جو موصوف کو حدیث کی کسی کتاب سے نہیں بلکہ احکام القرآن للجصاص سے ملی ہے۔

مفتی صاحب نے یہ ایک زبردست معیار بنایا ہے کہ انہوں نے صحیح احادیث کو ایک ضعیف اثر کی بنا پر منسوخ قرار دے ڈالا ہے۔ بہرحال موصوف کا دعویٰ بھی بلا دلیل ہے۔

مفتی صاحب کی چھٹی دلیل

مفتی صاحب لکھتے ہیں: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: تھوڑا سا دودھ بھی موجبِ حرمت ہے، جب ان سے کہا گیا کہ حضرت ابن زبیرؓ تو فرماتے ہیں کہ ایک یا دو مرتبہ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے ابن زبیرؓ سے بہتر ہیں اور پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائیں:

﴿وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىْٓ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ (تمہاری مائیں تو وہ ہیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے)

جائزہ: مفتی صاحب نے اس روایت کا کوئی حوالہ نقل نہیں کیا۔ جناب عبداللہ بن زبیرؓ نے جو مسئلہ بیان کیا تو اس کی دلیل بھی اُن کے پاس موجود تھی چنانچہ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث بیان کی: "لا تحرم المصة من الرضاعة ولا المصتان" (مصنف عبدالرزاق، ج۷ ص۴۶۹)

''حرمت رضاعت ایک مرتبہ دودھ چوسنے اور دو مرتبہ دودھ چوسنے سے ثابت نہیں ہوتی''

جناب عبداللہ بن عمرؓ نے اس موقع پر آیت کے عموم سے استدلال کیا ہے اور اس آیت کے متعلق تفصیل گزر چکی ہے۔

مفتی صاحب کی ساتویں دلیل

مفتی صاحب لکھتے ہیں: ''اسی طرح کی روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں بھی ہے تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ عائشہؓ سے بہتر ہے'' (مصنف عبدالرزاق: ص۴۶۶، ج۷)

جائزہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی ابن جریج ہیں جو ثقہ ہونے کے باوجود سخت قسم کے مدلس بھی ہیں لہٰذا جب تک وہ کسی حدیث میں سماع کی تصریح نہیں فرماتے، اس وقت تک ان کی روایت ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔ دیوبندی حضرات نے اس ثقہ امام پر بڑی سخت جرح کر رکھی ہے۔ مثلاً مولوی حبیب اللہ ڈیروی صاحب کی کتاب نور الصباح کے مقدمہ ص ۱۸،۲۴۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی صاحب کی آٹھویں دلیل

مفتی صاحب لکھتے ہیں: ''حضرت امام بخاریؒ کے نزدیک بھی تھوڑے سے دودھ سے رضاعت ثابت ہوجاتی ہے۔ اس لئے کہ امام بخاریؒ نے جمہور امت کے دلائل ذکر کئے اور قلیل یا کثیر کو ذکر نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا بلکہ سکوت فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک تھوڑا دودھ بھی محرم یعنی سببِ حرمت ہے"۔ (بخاری: ج۲،ص۷۶۴)

جائزہ: مفتی صاحب کے نزدیک امام بخاریؒ کا قول بھی حجت اور دلیل کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اہلحدیث حضرات کو دوش دیتے ہوئے موصوف نے لکھا ہے:

"نہ معلوم یہاں پر امام بخاری سے کیا خطا سرزد ہوئی کہ اس کو پس پشت ڈال دیا اور اپنے مقرر کردہ اُصول کہ 'اوّل کتاب اللہ بعد بخاری' کیوں ترک کردیا" (ص۴)

مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے نزدیک حجت و دلیل دو ہی چیزیں ہیں:

(۱) قرآنِ کریم اور (۲) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کسی امام کے قول کو چاہے وہ کتنا ہی بڑا امام کیوں نہ ہو ہم نے کبھی بھی بطورِ حجت و دلیل کے نہیں مانا ہے اور نہ کبھی اسے پیش کیا ہے۔ البتہ قرآن و حدیث کی تائید میں ہم اماموں کے اَقوال پیش کردیتے ہیں اور صحیح بخاری کو ہم اَصح الکتاب بعد کتاب اللہ اس لئے مانتے ہیں کہ اس میں صحیح و مرفوع اَحادیث ہیں اور صحیح احادیث پر ہی ہم عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم کسی اَمام کے قول کے مقابلے میں صحیح حدیث کو ترک نہیں کرتے بلکہ صحیح حدیث آجائے تو امام کے قول کو ردّ کردیتے ہیں۔ مفتی صاحب کو چاہئے کہ پہلے وہ ہمارے اُصول کو سمجھیں کہ ہم نے کبھی بھی امام بخاریؒ کی رائے کو دین نہیں سمجھا۔ کسی امام کی رائے کا نام دین نہیں ہے بلکہ دین تو قرآن و حدیث کا نام ہے اور جہاں تک صحیح بخاری کے اَصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہونے کا تعلق ہے تو اس اُصولی بات کو علماءِ حنفیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً مولوی سلیم اللہ خان صاحب شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی، صحیح بخاری کی شرح کشف الباری میں عنوان قائم کرتے ہیں: "اصح الکتب بعد کتاب اللہ، صحیح البخاری" (ص ۱۸۵ جلد اوّل)

مفتی صاحب کی نویں دلیل

مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن حارثؓ کی روایت ہے، جس میں ایک عورت کے یہ کہنے سے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: دعها عنك "اپنے سے اپنی بیوی کو جدا کردو"۔ یہاں بھی آپ نے یہ سوال نہیں کیا کہ دودھ کتنی مرتبہ پلایا۔ (ج۲،ص۷۶۰)

جائزہ: اس روایت میں بھی دودھ پینے کی تحدید نہیں ہے بلکہ ظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خاتون نے ان کو پانچ مرتبہ سے زیادہ بار ہی دودھ پلایا تھا۔ عرب معاشرہ میں یہ قاعدہ تھا کہ دائیاں ہی بچوں کو مدتِ رضاعت میں دودھ پلایا کرتی تھیں، اور دودھ کی مدت عموماً دو سال تک ہوتی تھی۔ یہ نہیں ہوتا تھا کہ دائی ایک قطرہ دودھ پلا کر بچے سے جدا ہوجائے۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ روایت بھی 'خمس رضعات' کی زبردست دلیل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتی صاحب کی دسویں دلیل

مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''بخاری شریف میں ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"الرضاعة تحرم ما تحرم الولادة"

''دودھ پلانا ان رشتوں کو حرام کردیتا ہے جنہیں پیدائش حرام کرتی ہے'' (ج۲،ص۷۶۴)

یہاں بھی آپ نے تھوڑے اور زیادہ کی کوئی تفریق نہیں فرمائی۔ الحاصل قلیل دودھ خواہ ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو، اس سے بھی رضاعت ثابت ہوجاتی ہے'' (ص۴)

جائزہ: اس روایت پر مفصل گفتگو گزر چکی ہے۔ مفتی صاحب نے خانہ پُری اور دس دلیلیں پوری کرنے کے لئے اس روایت کو ذکر کردیا ہے۔ ورنہ اس روایت میں ان کے دعوے کا دور دور تک کہیں سراغ نہیں ملتا۔ موصوف کا دعویٰ خاص ہے اور دلائل سارے کے سارے انہوں نے عام پیش کئے ہیں اور جن روایات میں وضاحت ہے وہ من گھڑت، جھوٹی اور ضعیف روایات ہیں۔ موصوف کے دعویٰ کے مطابق یہ ان کے پیش کردہ کثیر صحیح احادیثِ شریفہ اور قوی دلائل ہیں جن کی حقیقت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔

حرمتِ رضاعت کے چند اُصول

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت ایک شخص میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کو اس شخص کا آنا ناگوار گذرا اور میں نے آپؐ کے چہرے مبارک پر غصے کے آثار دیکھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! یہ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے ارشاد فرمایا:

"اُنظرنَ اخوانکن من الرضاعة فإنما الرضاعة عن المجاعة" (صحیح بخاری ومسلم)

''غور کرو کہ تمہارے دودھ شریک بھائی کون ہو سکتے ہیں؟ رضاعت وہی معتبر ہے کہ جو بھوک کے وقت ہو، یعنی جس رضاعت سے بچے کی بھوک دور ہوجائے، وہ رضاعت حرمت ہے''

یہ روایت مفتی صاحب کے قلیل دودھ والے مسلک کی حقیقت بتانے کے لئے نص صریح کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ ایک گھونٹ سے بھوک دور نہیں ہوسکتی۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"من المجاعة أی الرضاعة التی تثبتُ بها الحرمة وتحل بها الخلوة هی حیث یکون الرضیع طفلا لسد اللبن جوعته لأن معدته ضعیفة یکفیها اللبن وینبت بذلك لحمه فیعیر کجزء من المرضعة فیشترك فی الحرمة مع أولادها. فكأنه قال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا رضاعة معتبرة إلا المغنية عن الجماعة والمطعمة من المجاعة كقوله تعالىٰ ﴿أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوْعٍ﴾ ومن شواهد حديث ابن مسعود لا رضاع إلا ماشدّ العظم، وأنبت اللحم، أخرجه ابوداؤد مرفوعا موقوفا و حديث أم سلمة "لا يحرم من الرضاع إلا مافتق الأمعاء" أخرجه الترمذي وصححه و يمكن أن يستدل به على أن الرضعة الواحدة لا تحرم لأنها لاتغنى من جوع، وإذا كان يحتاج إلى تقدير فأولى مايؤخذ به قدرته الشريعة وهو خمس رضعات...... (فتح البارى شرح الصحيح البخارى، ج۹ ص۱٤۸، كتاب النكاح باب من قال لارضاع بعد حولين)

"من المجاعة" یعنی وہ رضاعت جس کے ذریعے حرمت ثابت ہوتی اور کسی شخص کے ساتھ خلوت جائز ہوتی ہے ایسی رضاعت ہے کہ جس میں دودھ پینے والا بچہ ہو اور دودھ کو بھوک کے وقت پیے۔ اس لئے کہ اس کا معدہ کمزور ہوتا ہے، اس حالت میں اسے دودھ ہی کفایت کرتا ہے اور اس دودھ سے اس کا گوشت پیدا ہوتا ہے۔ پس وہ دودھ پلانے والی کا گویا جز بن جاتا ہے اور وہ حرمت میں اس خاتون کی اَولاد کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے۔ گویا کہ فرمایا: ''رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کے وقت کفایت کرتی ہو یا بھوک کے وقت کی خوراک جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ﴾ ''جس نے انہیں بھوک میں کھلایا'' اور اس حدیث کے شواہد میں سے جناب عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہیکہ ''رضاعت وہی قابل اعتبار ہے جس کے ذریعے ہڈیاں سخت (مضبوط) ہوں اور جو گوشت پیدا کرے''۔ اس حدیث کو امام ابوداود نے مرفوع و موقوف (دونوں طریقوں سے بیان کیا ہے) اور اُمّ سلمہؓ کی حدیث میں ہے: ''رضاعت وہی معتبر ہے کہ جس میں آنتیں دودھ سے بھر جانے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں'' [اس حدیث میں آگے یہ الفاظ بھی ہیں: "وكان قبل الفطام" اور یہ دودھ پلانا دودھ پلانے کی مدت (دوسال) کے اندر ہو (ابوجابر)] امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرکے اسے صحیح قرار دیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ الرضعة الواحدة (ایک بار دودھ پینا) حرمت رضاعت ثابت نہیں کرتا، اس لئے کہ وہ بھوک کے لئے کفایت نہیں کرتا۔ اور جب انہوں نے دودھ پینے کی تعداد کے لیے اس حدیث سے دلیل لی ہے تو پھر اولیٰ ہے کہ وہ انداز اختیار کیا جائے جو شریعت نے مقرر کیا ہے اور وہ خمس رضعات (پانچ بار دودھ پینا) ہے'' (فتح الباری)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حرمتِ رضاعت اس وقت تک ثابت نہیں ہوسکتی جب تک کہ مندرجہ ذیل شرائط اس میں موجود نہ ہوں:

(۱) بھوک کے وقت بچہ کی خوراکِ دودھ ہی ہو اور یہ عرصہ بچے کی پیدائش سے لے کر دوسال تک ہوتا ہے

(۲) رضاعت وہی معتبر ہے کہ جس میں دودھ پینے سے بچے کی ہڈیاں مضبوط ہوں اور اس دودھ سے بچے کے جسم میں گوشت پیدا ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) بچہ دودھ اس قدر پیئے کہ دودھ سے اس کی آنتیں بھر جائیں اور بھرنے کے بعد پھول کر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور ظاہر ہے کہ یہ صورت ایک یا دو قطرہ دودھ پینے سے یا ایک مرتبہ اور دو مرتبہ دودھ چوسنے سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح دودھ پینے کا یہ عمل مدتِ رضاعت (جو دو سال تک ہے) کے اندر اندر ہو۔

ان تمام احادیث کے مجموعے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ ایک یا دو قطرہ دودھ سے یا ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے نہ تو بچے میں گوشت پیدا ہو سکتا ہے، نہ اس کی ہڈیاں مضبوط ہو سکتی ہیں اور نہ اس کی آنتیں دودھ کی وجہ سے ایک دوسرے سے جدا ہو سکتی ہیں۔ بچے کی ہڈیوں کا مضبوط ہونا اور اس میں گوشت کا پیدا ہونا اسی وقت ممکن ہے کہ جب بچہ مسلسل دودھ پیتا رہے اور دودھ اس کی خوراک ہو اور یہ بات ایک یا دو مرتبہ دودھ چوسنے سے پیدا نہیں ہو سکتی اور شریعت نے اس کی کم از کم مقدار خمس رضعات (پانچ مرتبہ دودھ پینا) مقرر کی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ خمس رضعات والا مسلک ہی درست ہے۔ کیونکہ یہ صحیح احادیث پر مبنی ہے اور یہی محققین کا مسلک ہے۔

مدتِ رضاعت دو سال ہے!

مفتی صاحب نے دودھ پینے کی قلیل مقدار سے حرمتِ رضاعت پر بہت زور دیا ہے اور چونکہ اس مسئلہ میں جمہور (اکثریت) ان کے ہم نوا ہے، اس لئے انہوں نے بار بار جمہور کا ذکر کیا ہے۔ موصوف کو یہ بھی معلوم ہے کہ مدتِ رضاعت دو سال ہے۔ اور اس پر قرآنِ کریم، احادیثِ صحیحہ، آثارِ صحابہ کرامؓ اور جمہور علماءِ امت سب متفق ہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدتِ رضاعت ڈھائی سال ہے اور امام موصوف اس مسئلہ میں بالکل منفرد ہیں کیونکہ ان کے شاگرد امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ بھی اس مسئلہ میں ان کے ہم نوا نہیں ہیں۔ لیکن مفتی صاحب کو جمہور کی یہ بات پسند نہیں آئے گی کیونکہ تقلیدِ امام ابوحنیفہ ان کا مسلک ہے اور مفتی صاحب قرآن وحدیث اور جمہور کو تو چھوڑ سکتے ہیں لیکن امام صاحب کی تقلید کو نہیں چھوڑ سکتے۔ مفتی صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ قرآن وحدیث کے دلائل سے اَوراق سیاہ کرنے کے بجائے اتنا ہی لکھ دیتے کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں: "ونحن مقلدون يحب علينا تقليد إمامنا أبي حنيفة" (ہم تو مقلد ہیں اور ہم پر ہمارے امام ابوحنیفہ کی تقلید کرنا واجب ہے) اور عام فتوؤں میں تو وہ کتبِ فقہ حنفی مثلاً ہدایہ، شامی، فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کے حوالہ جات نقل کرتے ہیں اور لوگوں سے بھی کہتے ہیں کہ ہم سے قرآن وحدیث کی دلیل طلب نہ کرو لیکن خلاف معمول مفتی صاحب نے حرمتِ رضاعت کے سلسلہ میں اَحادیث کے دلائل پیش کرنے کی زحمت کر ڈالی ہے۔

مدتِ رضاعت کے سلسلہ میں چند دلائل ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال تک دودھ پلائیں اگر ان کا ارادہ مدتِ رضاعت پوری کرنا ہے" (البقرۃ:۲۳۳)

اس آیت سے بالکل واضح ہے کہ مدتِ رضاعت دو سال ہے۔

(۲) دوسرے مقام پر ارشاد ہے اور یہ آیت بھی بالکل واضح ہے:

﴿وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ﴾ (لقمان:۱۴) "اور دو سال اس (بچہ) کو دودھ چھوٹنے میں لگے"

(۳) ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ (الاحقاف:۱۵)

"اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کا دودھ چھوٹنا تیس مہینوں میں ہوا"

مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"شاید یہ بطورِ عادت اکثر یہ کے فرمایا ہو۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "لڑکا اگر قوی ہو تو اکیس مہینہ میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے" یا یوں کہو کہ کم از کم مدتِ حمل چھ مہینے ہیں اور دو برس میں عموماً بچوں کا دودھ چھڑا دیا جاتا ہے۔ اس طرح کل مدت تیس مہینے ہوئے، مدتِ رضاع کا اس سے زائد ہونا قلیل و نادر ہے" (تفسیر عثمانی: ص ۶۶۹، طبع مدینہ منورۃ)

(۴) جناب عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لایحرم من الرضاع إلا ما كان في الحولين"

"رضاعت وہ ہے جو دو برس کے اندر ہو" (سنن دارقطنی بحوالہ تفسیر ابن کثیر: ج۱، ص۲۸۳)

(۵) اور دوسری روایت میں ہے:

"وما كان بعد الحولين فليس بشئ" (ابن کثیر ایضاً)

"اور جو دو سال کے بعد ہے وہ کچھ نہیں" یعنی دو برس کے بعد رضاعت نہیں ہے۔

(۶) حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ مائیں اپنی اولاد کو مکمل مدت تک دودھ پلائیں اور یہ مدت دو سال ہے اور دو سال کے بعد رضاعت کا کوئی اعتبار نہیں، اسی لئے ارشاد فرمایا کہ یہ اس کے لیے ہے کہ جس کا ارادہ مدتِ رضاعت پوری کرنا ہے اور اکثر ائمہ کرام اس طرف گئے ہیں کہ رضاعت دو برس کے اندر اندر ہے اور جب بچے کی عمر دو سال سے زائد ہو جائے تو حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوگی"

(۷) امام ترمذی فرماتے ہیں:

"عنوان: رضاعت وہی معتبر ہے جو چھوٹی عمر میں دو سال کے اندر اندر ہو...... اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"رضاعت وہی معتبر ہے کہ جس میں آنتیں دودھ سے بھر جانے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور یہ دودھ پلانا دودھ پلانے کی مدت (دو سال) کے اندر اندر ہو"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم اصحاب رسول اللہ ﷺ وغیرہ کا اس حدیث پر عمل ہے (اور ان کا کہنا ہے کہ) رضاعت وہی معتبر ہے کہ جو دو سال کے اندر اندر ہو اور جو رضاعت دو کامل برس گزر جانے کے بعد ہو تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (تفسیر ابن کثیر، ج۱ص۲۸۳)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

تقریباً باون سال سے مسلسل شائع ہونیوالا مسلکِ اہلحدیث کا داعی و ترجمان

الاعتصام — مولانا محمد عطاء اللہ حنیف — لاہور

سرپرست: مولانا فضل الرحمٰن بن محمد الازہری

ایڈیٹر: حافظ عبدالوحید
فون: ۳۵۴۴۰۶-۷

یہ معروف دینی و تبلیغی جریدہ اُس خالص اور سادہ اسلام کا داعی ہے جو عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور خیر القرون کے دور میں تھا۔

یہ مجلہ بحمد اللہ ان امتیازی خوبیوں کا حامل ہے:

- ملک کی دینی صحافت میں سب سے قدیم ہفت روزہ۔
- درس قرآن، درس حدیث، دینی سوالات کے جوابات اور تحقیق و تنقید اسکے مستقل عنوانات ہیں۔
- توحید و سنت کی تبلیغ، شرک و بدعت کی تردید، جاہلانہ رسومات کی اصلاح اور جدید و قدیم گمراہ فرقوں کے مغالطات کے مدلل جوابات۔
- ملک میں خالص اسلام کے کامل نفاذ کا داعی۔
- حالاتِ حاضرہ پر بے لاگ تبصرہ، سیاسی تجزیے اور ملک دشمنوں کے منصوبوں سے قارئین کو باخبر رکھنے کی کوشش۔
- اپنے قارئین کو عالمِ اسلام کے حالات و واقعات سے مطلع رکھنا اور اُمتِ مسلمہ کے خلاف کفر کی عالمی ریشہ دوانیوں سے آگاہی۔
- اشاعت میں بتوفیقہ تعالیٰ ___ امکانی حد تک ___ تسلسل کا اعزاز

یعنی یہ مجلہ دین و دنیا، سیاست و مذہب اور علم و صحافت کا بہترین مرقع ہے۔

سالانہ چندہ پاکستان -/۲۰۰ روپے بیرونِ ملک ۴۰ امریکی ڈالر یا ۱۵۰ سعودی ریال

------ رابطہ کے لئے ------

دفتر ہفت روزہ "الاعتصام" ۲۱ شیش محل روڈ لاہور — ۵۴۰۰۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ